لفاظی کرسکے اس کو دینی تحریک اپنے سر پر بٹھائے گی'' وغیرہ جیسے فاصلہ کُن رواں تبصرے (sweeping remarks) کی شمولیت موضوع سے مغائرت کے علاوہ دینی حکمت کے بھی منافی ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے اگر کتاب کا نام 'کاروانِ نبوت' کے بجائے 'کاروانِ نبوی' ہوتا تو زیادہ مربوط ہوتا۔ (پروفیسر عنایت علی خان)

اسلام اور جدیدیت کی کش مکش، محمد ظفر اقبال۔ ناشر: ادارہ علم و دانش، مکتبہ عمر فاروق، ۴/۵۰۱۔شاہ فیصل کالونی، کراچی۔ فون: ۰۳۱۴-۹۶۰۰۰۹۰۔ صفحات: ۵۳۶۔ قیمت: ۵۰۰ روپے۔

کتاب کے نام کی وضاحت اس کی ضمنی سرخی سے ہوتی ہے: ''روایتی اسلامی فکر پر سیکولر اعتراضات کا تحقیقی مطالعہ''۔ پاکستان ہی نہیں، مسلم دنیا میں 'اسلام اور جدیدیت' یا پھر درست اصطلاح استعمال کی جائے تو 'اسلام اور سیکولرزم' کی کش مکش کا سرا اٹھارھویں صدی عیسوی سے جڑتا ہے، جب مغرب کی سامراجی قوتوں نے مسلم علاقوں پر جارحانہ یلغار کا سلسلہ شروع کیا۔ برعظیم پاک و ہند میں اس فکر کے ڈانڈے سرسید احمد خاں کی تحریک سے جڑتے ہیں، تاہم وہ دینی پس منظر اور وضع داری کے باعث اکثر حجاب و احتیاط کا دامن تھامنے کی کوشش بھی کرتے۔ بہرحال، اس خطۂ زمین میں نام نہاد 'جدیدیت' (دراصل لادینیت اور 'تشکیک') کے مدارالمہام نیاز فتح پوری ہی تھے۔

یہ فکر کبھی 'ملائیت' پر پھبتی کسنے اور شریعت کو نشانہ بنانے میں ڈھلی، اور کبھی انکارِ سنت اور نیاز مندیِ مغرب کے پلنے میں پروان چڑھی۔ کچھ 'دانش وروں' نے اِدھر اُدھر کے سہارے تلاش کرنے کے بجائے عملاً: سینٹ پال کی ڈگر یا مارٹن لوتھر کے راستے کا انتخاب کیا۔ اس شاہراہ کا زادِراہ دو لفظوں کو بنایا گیا: 'روشن خیالی' اور 'اجتہاد'۔ 'روشن خیالی' تو خیر اسلامی علم کلام کا حصہ نہ تھی، یہ خالص مغربی اصطلاح تھی، البتہ 'اجتہاد' فی الواقع دینی اصطلاح تھی۔ اب ان دو مورچوں سے فکری یلغار کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ اس فوج میں بعض بھلے لوگ بھی رضا کار بن کر شامل ہو گئے۔ چونکہ ایسے بہت سے افراد عربی سے نابلد ہونے کے سبب اسلامی الٰہیات کے متن تک براہ راست پہنچ نہ رکھتے تھے، اس لیے وہ ترجموں کی مدد سے کام چلانے لگے۔

زیرنظر کتاب درحقیقت گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں پروان چڑھتی ایسی ہی 'جدیدیت' کی صدائے بازگشت کا تجزیہ ہے۔ حوالہ اگرچہ محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب کی فکر و دانش ہے، جنھیں